عربی کی ایک قلمی کتاب سے

تاریخِ ہند پر نئی روشنی

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

(۴)

ابو صفاء عمر بن اسحاق شبلی نے کہا کہ میں نے ایک قریب البلوغ اور کارگزار غلام چار درہم (تقریباً دو روپیے) میں خریدا، اسی سے غلاموں کی ارزانی کا اندازہ کر لیجیے، شبلی نے کہا: غلاموں کی ارزانی کے باوجود ایسی ہندی کنیزیں بھی ہوتی ہیں جن کی قیمت بیس ہزار تنکے (دس ہزار روپیے) اور اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ابن تاج حافظ نے بھی یہی بات کہی۔ میں نے پوچھا کہ اس قدر ارزانی کے باوجود کنیزوں کی قیمت اتنی زیادہ کیوں ہے تو سب راویوں نے بالاتفاق کہا کہ اس کی وجہ ان کا صوری و معنوی حسن ہے۔ اس نوع کی اکثر کنیزیں حافظِ قرآن ہوتی ہیں، لکھنا جانتی ہیں، شعر اور تاریخ سناتی ہیں، گانے اور ستار بجانے میں ماہر ہوتی ہیں، شطرنج اور چوسر (نرد) کھیلتی ہیں، اس صنف کی کنیزیں فخر و مباہات میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتی ہیں، کوئی کہتی ہے: "میں تو تین دن میں اپنے آقا کا دل موہ لیتی ہوں"؛ دوسری کہتی ہے: "میں ایک ہی دن میں اس کے دل کی ملکہ بن جاتی ہوں"؛ تیسری کہتی ہے: "میں ایک ہی گھنٹہ میں اُس کے دل پر فتح پالیتی ہوں"؛ چوتھی کہتی ہے: "دن اور گھنٹے کیا، میرا جادو تو آنکھ جھپکتے چلتا ہے"۔ میرے راویوں نے بالاتفاق کہا کہ

ہند کی حسینائیں ترکی اور قبچاق کی عورتوں سے زیادہ دِل کش ہوتی ہیں، ان کی عمدہ تعلیم و تربیت اور ہنر دانی اس پر مستزاد۔ ان کا رنگ بیشتر سنہرا یا چمپئی ہوتا ہے، لیکن گوری اور گل فام عورتوں کی بھی کمی نہیں۔ ہندوستان میں ترکی، قبچاق، رومی اور ہر نسل و قوم کی عورتیں موجود ہیں پر ترجیح "ملاح ہندیا" ہی کو دی جاتی ہے، ان کی دل آویزی حلاوت اور دوسری خوبیوں کی وجہ سے جن کے اظہار سے الفاظ قاصر ہیں۔

سراج الدین عمر شبلی نے مجھ سے کہا:۔ اس مملکت میں روس اور اسکندریہ سے در آمد کئے السی کے کپڑے نہیں پہنے جاتے، اِلّا یہ کہ سلطان کی طرف سے کسی کو پہنائے جائیں۔ عام طور سے (خوش حال) لوگ اعلیٰ قسم کی روئی کے کپڑے پہنتے ہیں، روئی کے سوت سے بغداد کے چھوٹے کوٹ سے ملتی جلتی قمیصیں بنائی جاتی ہیں، لیکن بغداد کے کوٹوں یا نصافی (؟) کا ہندی قمیصوں سے کیا مقابلہ! ہندی سوتی کپڑا اس سے کہیں بڑھیا اور دیدہ زیب ہوتا ہے۔ اس کی کچھ قسمیں عمدگی میں نواسا (؟) کے ہم مرتبہ ہوتی ہیں اور خوب گف اور آب دار۔

شیخ مبارک نے مجھ سے بیان کیا:۔ بس وہ لوگ غلاف چڑھی یا زیور سے آراستہ زینوں پر بیٹھتے ہیں جن کو سلطان اِس قسم کا انعام عطا کرتا ہے۔ انعام پانے والے کو اب اس بات کی رخصت ہوتی ہے کہ زین کو غلاف یا زیور سے مزین کرلے۔ عام طور پر غلاف چڑھی زینوں پر چاندی کا کام ہوتا ہے یا چاندی کے زیور سے ان کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ شیخ مبارک نے کہا:۔ سلطان سرکاری منصب داروں کو خواہ وہ اہلِ سیف ہوں، خواہ اہلِ قلم، خواہ اہلِ علم، اعلیٰ قسم کا سامان، جائدادیں، مال دولت، جواہرات، گھوڑے، زرکار زینیں، زرکار

ٹکے اور قسم قسم کے کپڑے عنایت کرتا ہے، اس کے انعام کی فہرست سے صرف ہاتھی مستثنیٰ ہیں، ہاتھی رکھنا صرف شاہی حق ہے اور اس میں کوئی دوسرا اس کے ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ ہاتھی کے کھانے چارہ کے لئے سرکار سے کئی قسم کے راتب مقرر ہیں، سلطان کے تین ہزار ہاتھیوں کے خرچ کے لئے شاید ایک بڑی حکومت کی آمدنی درکار ہوتی ہو۔ میں نے (مؤلف) نے شیخ مبارک سے پوچھا کہ شاہی ہاتھیوں پر کیا خرچ آتا ہے تو انھوں نے کہا: ہاتھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور اس کے مطابق ان کا کھانا چارہ ہوتا ہے۔ میں ہاتھی کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم غذا بتاتا ہوں۔ ایک ہاتھی کے لئے ہر دن زیادہ سے زیادہ بیس[۲] سیر چاول، تیس سیر جَو، بیس سیر گھی اور آدھی گٹھری گھاس درکار ہے۔ مہاوتوں اور دیکھ بھال کرنے والوں کا مشاہرہ بھی بہت ہوتا ہے اور کئی قسم کا۔ شیخ مبارک نے کہا: ہاتھیوں کا داروغہ اکابر سلطنت میں سے ایک ممتاز آدمی ہے جس کی جائداد بقول شبلی عراق جیسے بڑے ملک کے برابر ہے۔ سلاطینِ ہند میدانِ جنگ میں اس فوجی ترتیب سے کھڑے ہوتے ہیں: قلبِ لشکر میں بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے اِرد گرد ائمہ و علماء، آگے پیچھے تیر انداز، میمنہ و میسرہ دور دور تک پھیلے ہوتے اور ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں۔ بادشاہ کے سامنے ہاتھی لشکر ہوتا ہے، ہاتھی آہنی تاروں کی جھولیں پہنے ہوتے ہیں اور اُن پر کیلوں سے جڑے برجوں میں سورما براجمان ہوتے ہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ برجوں میں تیر پھینکنے کے سوراخ اور جھروکے ہوتے ہیں جن سے جلتے پیٹرول کی بوتلیں پھینکی جاتی ہیں۔ ہاتھیوں کے سامنے پیادہ غلام، تلواروں اور ہتیاروں سے مسلح دشمن کے سواروں پر تلوار کے وار کر کے ہاتھیوں کے لئے راستہ کھولتے ہیں اور عقب میں تیر انداز برجوں سے تیر پھینک کر دشمن کے سواروں کو بھگاتے

ہیں، اور میمنہ اور میسرہ کے سوار دور دور تک چاروں طرف سے دشمن کو گھیر لیتے ہیں اور ہاتھیوں کے پیچھے اور آس پاس لڑتے ہیں، ان تدابیر سے نہ تو دشمن کے رسالوں کو غارت گری کا موقع ملتا ہے اور نہ فوج کے اندر گھسنے کا، اور اگر دشمن کا کوئی سپاہی فوج میں گھس بھی آئے تو مشکل ہی سے زندہ بچتا ہے کیوں کہ سلطان کی ہر طرف سے گھیرا ڈالی فوجیں محتاط رہتی ہیں، اوپر سے تیر اور آگ کی بارش ہوتی ہے اور نیچے سے پیدل فوج موقع پاتے ہی اچانک وار کرتی ہے، اس طرح موت اور تباہی دشمن کا ہر طرف سے محاصرہ کئے رہتی ہے۔

ہند کے اس سلطان کو جو فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئیں اور جس پیمانہ پر اس نے نئے نئے علاقے فتح کئے، اور جس طرح اس نے کافروں کے مرکزوں کو ڈھایا، اور جادوگروں کا جادو توڑا، اور بتوں اور مجسموں کی پوجا کے حق میں اہلِ ہند کی دلیلوں کو جس طرح باطل کیا، ان سب امور میں ہند کا کوئی دوسرا مسلم تاج دار اس کا ہم سر نہیں۔ بحر ہند کے دور افتادہ گوشوں میں اِکا دُکا ایسے جزیرے رہ گئے ہیں جہاں اس کی حکومت نہیں ہے اور جن کی اس کو خبر بھی نہیں، اگر خبر ہوتی تو وہ ان کو بھی مسخر کر لیتا۔ ہند کی مجلسیں اس کے ذکر کی بہترین خوشبو سے مہک اٹھی ہیں۔ وَتَحَلَّیٰ زمانُہٗ بِھا باَغلیٰ قِیمۃٍ من جواھرِھا (؟) وہ آج سلطانِ ہند ہے اس لفظ کا اطلاق کسی اور پر نہیں ہوتا، اور یہ معزز نام اس کے سوا کسی اور کو راست نہیں آتا۔ شبلی نے کہا: مناسب ہے کہ مسلمان اس سلطان کے حق میں اس کے شوق جہاد کے لئے خدا سے دعاءِ خیر کریں — یہ ہیں اس کے احسانات اور یہ ہیں اس کی خصلتیں۔

محمد خُجندی نے مجھ سے بیان کیا: یہ سلطان ہر ہفتہ بدھ کے دن ایک مجلس منعقد کرتا ہے جس میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ سلطان ایک بہت بڑے

میدان میں بیٹھتا ہے جہاں اس کے لئے ایک بڑا چتر لگایا جاتا ہے، اس کے نیچے ممتاز جگہ پر ایک اونچے تخت پر سلطان بیٹھتا ہے جس پر سونے کے پتر جڑے ہوتے ہیں اور جواہرات جڑے ہوتے ہیں۔ اربابِ دولت، دائیں بائیں صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں، پیچھے سلاحداریہ اور جمداریہ ومن حکمہ بلین أرباب الأشغال الخاصة حکمھم (؟) اور دوسرے عہدے دار اپنے حسب مرتبہ جگہوں پر ہوتے ہیں۔ سلطان کے سامنے صرف خان، (۵/ ۲۲) صدر جہاں اور سکریٹری بیٹھتے ہیں، حاجب کھڑے ہوتے ہیں۔ عام منادی کرادی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی شکایت یا ضرورت پیش کرنا ہو تو لائے، جب کوئی آتا ہے یا بادشاہ کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو اس کو نہ تو مارا جاتا ہے اور نہ اپنی عرضداشت پیش کرنے سے اس کو روکا جاتا ہے۔ وہ (آزادی سے) اپنی شکایت بادشاہ کے سامنے رکھتا ہے اور بادشاہ جو مناسب ہوتا ہے حکم دیتا ہے۔ (ہفتہ کے) باقی دنوں میں اس کی مجلس صبح شام منعقد ہوتی ہے جس میں خان، ملک اور امیر حاضر ہوتے ہیں۔ سلطان کے آدابِ مجلس میں ایک بات یہ ہے کہ کوئی شخص بڑا ہتیار تو کیا چھوٹی چھری تک لے کر اس کے پاس نہیں آسکتا، اور ہر آنے والے کو سلطان کے پاس جانے سے پہلے غور سے دیکھا بھالا جاتا ہے۔ سلطان کی مجلس سات دروازے پرے ہوتی ہے اور پہلے دروازہ پر ایک شخص مامور ہوتا ہے جس کے پاس بگل ہوتا ہے۔ جب کوئی خان یا ملک یا بڑا آدمی آتا ہے تو وہ شخص بگل بجاتا ہے تاکہ سلطان کو معلوم ہو جائے کہ کوئی بڑی ہستی آرہی ہے اور وہ ہر طرح چوکنا اور تیار رہے۔ بابِ عالی پر آنے والا خواہ کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو پہلے دروازہ سے پاپیادہ ہو جاتا ہے اور ساتوں دروازے پیدل چل کر سلطان کی خدمت میں

حاضر ہوتا ہے، ہاں معدودے چند لوگوں کو سلطان کی طرف سے رخصت ہوتی ہے کہ کچھ دروازے تک سوار رہیں۔ آنے والا جب دروازے طے کرتا ہے تو اس اثنار میں برابر بگل بجتا رہتا ہے، حتیٰ کہ ساتویں دروازہ کے قریب پہنچتا ہے جہاں سب آنے والے مجتمع ہوتے ہیں۔ جب اذنِ باریابی پانے والوں کی تعداد پوری ہو جاتی ہے تو ان کو حاضری کی اجازت ملتی ہے۔ داخل ہونے والوں میں جو بیٹھنے کے اہل ہوتے ہیں، وہ سلطان کے آس پاس بیٹھ جاتے ہیں اور جو اہل نہیں ہوتے وہ کھڑے رہتے ہیں۔ قاضی، وزیر اور سکریٹری بیٹھتے ہیں، آخرالذکر ایسی جگہ بیٹھتے ہیں جہاں سلطان کی نظر ان پر نہیں پڑتی، بساط پھیلا دئے جاتے ہیں، حاجب عرضداشتیں پیش کرتے ہیں، ہر صنف کی درخواست کے لئے الگ حاجب ہوتے ہیں، ساری درخواستیں بڑے حاجب کو دے دی جاتی ہیں، وہ ان کو بادشاہ کے سامنے رکھتا ہے۔ جلسہ برخاست ہونے پر، سلطان، سکریٹری کے پاس بیٹھتا ہے اور وہ درخواستیں اس کے حوالہ کرتا ہے جن پر اس نے حکم لکھے ہوتے ہیں، سکریٹری ان کو نافذ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد سلطان خاص مجلس کرتا ہے اور ان عالموں کو بلاتا ہے جو عادۃً اس کی خدمت میں رہتے ہیں، وہ عالموں کے ساتھ بیٹھتا ہے اور اُن کے ساتھ لطف و یگانگت سے پیش آتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ یہ علماء اس کے "معتمد خاص" ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان کو لوٹنے کا اذن دیتا ہے اور اب ندیموں اور گویّوں کی محفل گرم ہوتی ہے، کبھی ندیموں سے مصروفِ گفتگو ہوتا ہے اور کبھی کوئی گویّا اس کو نغمے سناتا ہے، لیکن خلوت ہو یا جلوت وہ کسی حال میں پاکبازی، طہارت اور عفت کا دامن نہیں چھوڑتا، حرکت و سکون ہر حالت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، اور خلوت و جلوت دونوں میں خدا پر اس

کی نظر رہتی ہے، نہ خود کسی حرام کا مرتکب ہوتا ہے اور نہ دوسرے کو اس کی رخصت دیتا ہے۔ شبلی نے مجھ سے کہا: دلی میں بالکل شراب نہیں ہوتی، نہ تو ظاہرا نہ چھپا چوری، کیوں کہ شراب کے معاملہ میں یہ شخص (سلطان) خصوصیت کے ساتھ سخت ہے، اور شراب پینے والوں کو بہت ناپسند کرتا ہے، پھر اہل ہند خود بھی شراب سے رغبت نہیں رکھتے اور نہ دوسری نشہ آور چیزوں سے، کیوں کہ انھوں نے پان کو مُسکرات کا نعم البدل بنا لیا ہے، جو حلال اور پاک ہے جس میں کوئی آسودگی یا ضرر نہیں، بلکہ اس میں ایسی خوبیاں ہیں جو شراب میں مفقود ہیں، مثلاً یہ کہ وہ منہ کی بو کو خوشبو میں بدل دیتا ہے، کھانا ہضم کرتا ہے، اور روح میں خاص انبساط و سرور پیدا کرتا ہے، ہوش و حواس قایم رکھتا ہے، ذہن کو صاف کرتا ہے اور مزے دار ہوتا ہے، اس کے اجزائے ترکیبی تین ہوتے ہیں:- پان کا پتہ، چھالیہ اور چونا جو خاص طریقہ پر بنایا جاتا ہے۔ شبلی نے کہا:- اہلِ ہند کے نزدیک پان سے زیادہ پُر اعزاز مہماں نوازی کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کو مہمان بنائے اور مختلف کھانوں، شربتوں، حلووں اور پھولوں سے اس کی خاطر و مدارات کرے، لیکن پان نہ دے تو گویا اس نے مہماں نوازی کا حق ادا نہیں کیا اور مہمان کی پوری قدر و منزلت نہیں کی۔ اسی طرح اگر کوئی بڑا آدمی کسی ملاقاتی کی خاطر مدارات کرنا چاہے تو اس کو پان پیش کرتا ہے۔

عُلامہ سراج الدین ابو صفاء شبلی نے مجھ سے بیان کیا:- اس سلطان کو اپنی سلطنت، اپنے لشکر اور رعایا کے حالات معلوم کرنے کا خاص خیال رہتا ہے، اس کا ایک ادارہ ہے جس کے افسروں کو مُنہی کہتے ہیں۔ مُنہیوں کے کئی گریڈ یا طبقے ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق لشکر اور عوام سے ہے، مُنہی

کو جب کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے، جس کی خبر بادشاہ کو ہونا چاہیے تو وہ اپنے سے اوپر افسر کو رپورٹ بھیجتا ہے، وہ اپنے سے اوپر کو حتی کہ رپورٹ سلطان تک پہنچ جاتی ہے۔ دور دراز صوبوں سے خبریں بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایسی ڈاک چوکیاں ہیں جیسی مصر و شام میں پائی جاتی ہیں، لیکن یہاں زیادہ نزدیک ہوتی ہیں، تیر کی جو گنی مسافت پرواز[1] پر یا اس سے کم، ہر چوکی پر دس ڈاک بردار ہوتے ہیں، ان میں سے جس کی باری ہوتی ہے وہ ڈاک لے کر اپنے سے اگلے کے پاس امکان بھر تیزی سے بھاگتا ہے، اور اگلی چوکی کے ڈاک بردار کو دیتا ہے، اب یہ بھاگ کر اپنے سے اگلے ڈاک بردار کے حوالہ کرتا ہے، ڈاک دینے کے بعد ہر شخص عادی چال سے اپنی اپنی چوکی کو لوٹ آتا ہے، اس طرح ڈاک دور ترین جگہوں پر کم سے کم وقت میں پہنچ جاتی ہے، ڈاک گھوڑوں سے زیادہ جلد۔ ہر ڈاک چوکی پر مسجدیں ہیں جہاں نماز با جماعت ہوتی ہے، مسافر ٹھہرتے ہیں، پینے کے لئے پانی کے تالاب اور کھانا چارہ کے لئے بازار ہیں، اس لئے کسی مسافر کو اپنے ساتھ زادِ راہ اور خیمہ ڈیرہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس سلطان کے اہتمام جہانداری میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے سلطنت کی دونوں راج دہانیوں ۔ دِلّی اور دیوگیر کے درمیان ڈاک چوکیوں میں ڈھول کے ذریعہ خبر رسانی کا انتظام کیا ہے۔ جہاں کہیں کوئی شہر فتح ہوتا ہے یا کسی قلعہ کا محاصرہ اُٹھتا ہے یا کوئی قلعہ حصار بند ہوتا ہے (؟) تو ڈھول بجایا جاتا ہے، جب اگلی چوکی پر اس کی آواز پہنچتی ہے، تو وہاں بھی ڈھول بجتا ہے، اس طرح سلطان کو جو موقع جنگ سے دور ہوتا ہے شہر کے

---

[1] مصباح المنیر میں تیر کی مسافت پرواز چار سو ذراع یعنی قریب ۲۶۶ گز بتائی ہے، اس حساب سے دو ڈاک چوکیوں کا درمیانی فاصلہ لگ بھگ ساڑھے دس سو (۱۰۵۰) گز ہوا۔ مصباح المنیر، ذکر میل ص ۳۵۱

فتح ہونے یا قلعہ کے حصار بند ہونے کی خبر ہو جاتی ہے، آج کل ایسی خبریں ہر دن اس کو موصول ہوتی ہیں (۹) اس سلطان کے وقار اور دھاک کو دیکھ کر دل بیٹھتے ہیں حالاں کہ وہ لوگوں سے قریب رہتا ہے اور نرمی سے بات کرتا ہے۔ اگر کوئی اس سے ملنا چاہے تو باریاب ہوتا ہے، اس کے حاجب (داروغہ در) خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے ملاقات میں روڑے نہیں اٹکاتے، خدا نے اس کے عہدِ حکومت میں ہر قسم کے رزق کی ریل پیل کی ہے اور اپنی نعمتیں دگنی چوگنی کر دی ہیں، اگرچہ ہند ہر زمانہ میں خوش حالی اور داد و دہش کے لئے مشہور رہا ہے۔

خُجندی نے مجھ سے بیان کیا: میں نے اور میرے تین ساتھیوں نے دہلی کے ایک گاؤں میں پیٹ بھر کر گائے کا گوشت، روٹی اور گھی ایک جیتل (چار پیسے) میں کھایا۔ میں عنقریب اہلِ ہند کے سکے بیان کروں گا، اس کے بعد خُجندی نے ہند کے بھاؤ بتائے جو سکوں کے ذریعہ مقرر ہوتے ہیں اور جن کے ذریعہ نرخوں کا علم ہوتا ہے۔

شیخ مبارک نے مجھ سے کہا:۔ لک أحمر کے معنی ہیں سونے کے ایک لاکھ تنکے (مسالک ہیں۔ لک أبیض کے معنی ہیں سونے کے ایک لاکھ تنکے) ہند کے لوگ تَنْکَۃُ الحمراء کو تنکہ سُرخ کہتے ہیں اور اس کی قیمت تین مثقال (سونے) کے برابر ہے۔ چاندی کا تنکہ اٹھنی (ہشتکانی) کے برابر ہوتا ہے یہ اٹھنی قیمت اور وزن میں چاندی کے اس درہم کے مُساوی ہے جو مصر و شام میں رائج ہے، اور جس کی قیمت دونوں ملکوں میں یکساں ہے۔ اٹھنی چار سُلطانیوں کے برابر ہوتی ہے، سُلطانی کو دو آنی کہتے ہیں، سُلطانی، چھ آنی کا تہائی ہوتی ہے، چھ آنی تیسرا سکہ ہے جس سے ہند میں خرید و فروخت ہوتی ہے۔ سُلطانی

اَٹھنّی کی چوتھائی ہوتی ہے، اُس کے آدھے کو اِکنّی کہتے ہیں، اِکنّی اور جِتیل قیمت میں برابر ہیں۔ ان کے علاوہ ایک سِکّہ بارہ اُنّی ہوتا ہے، اَٹھنّی کا ڈیوڑھا۔ اور ایک اور سکّہ سولہ اُنّی ہوتا ہے، دو اٹھنیوں کے برابر۔ اس طرح ہند میں کل چھ سکے رائج ہیں:- سولہ اُنّی۔ (شانزدکانی، مسالک۔ شانزدکانی) بارہ اُنّی (دوازدکانی۔ مسالک۔ دوازدیدکانی) اَٹھنّی (ہشتکانی۔ مسالک۔ ہستکانی) چھ اُنی (ششتکانی) دو اُنی (سُلطانی) اِکنی (یکانی) سب میں چھوٹا اِکنّی ہے (مسالک۔ سب سے چھوٹا دو اُنی ہے) ان تمام سکوں کے ذریعہ (مسالک۔ ان تینوں سکوں سے) لین دین اور تجارت ہوتی ہے، لیکن دو اُنّی زیادہ چلتی ہے، دو اُنی کی قیمت مصر و شام کے نقرئی درہم کے چوتھائی کے برابر ہے۔ سُلطانی (دو اُنّی) میں آٹھ پیسے ہوتے ہیں یعنی دو جِتیل، جِتیل چار پیسے کا ہوتا ہے۔ اس طرح اٹھنی میں جو مصر و شام کے چاندی کے درہم کے برابر ہے بتّیس پیسے ہوتے۔ (باقی)

اُردو کے عظیم المرتبت شاعر میر محمد تقی میر کے اپنے قلم سے لکھے ہوتے دلچسپ، عبرت انگیز، اور حیرت آمیز واقعات

میر کی آپ بیتی

میں ملاحظہ فرمائیے۔

اسے معروف نقاد نثار احمد فاروقی نے اصل فارسی کتاب سے ترجمہ کیا ہے اور جابجا ضروری معلومات حواشی میں لکھ دی ہیں۔

ترجمہ، تالیف کے حسن کا اعتراف تمام نقتدر علمی جریدوں اور عالموں نے کیا ہے۔

طباعت اعلیٰ۔ کتابت عمدہ۔ کاغذ نفیس۔ گٹ اپ شاندار مکتبہ برہان دہلی سے ۸/۲ میں طلب فرمائیے